نظرات

قبلہ آبا جان حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ گھر میں ہم کو اکثر تلقین فرمایا کرتے تھے
کہ: ہمیں ہر مسئلہ و معاملہ میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی و مدد حاصل کرنی چاہیئے۔ اسی
میں ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے: یہ بات آج کے سائنٹفک دور میں ثابت ہو چکی ہے کہ پیغمبر اسلام
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ بنی نوع انسان کی فلاح و بقا اور بہتری
کیلئے تیر بہدف ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبر آخر الزماں کے ذریعہ جو دین اسلام بھیجا وہ شروع میں غریب الوطن
یعنی بیکس و بے یار و مددگار تھا۔ پیغمبر اسلام قدیم مکہ میں پیدا ہوئے تو وہاں شرک چھایا ہوا تھا تمام
عادات شرک سے وابستہ ہو گئے تھے کفر و ظلمت کا بازار گرم تھا جہالت ہر طرف چھا چکی تھی دنیا میں
رہنے والے تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے بھیجے انبیاء کرام کی تعلیمات سے منحرف و منکر ہو کر اپنے اپنے طور پر
انبیاء کرام کی تعلیمات کو گڑھنے لگے تھے نیکی و بدی میں فرق مٹ چکا تھا سچائی کی کوئی وقعت نہیں
رہ گئی تھی لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھنے لگے تھے اور لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ گاڑ دیا
کرتے تھے۔ ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی بت پرستی کمال عروج کو پہونچی ہوئی تھی۔ ایسے ماحول
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حقیقی دین کی باتیں پھیلائیں شرک و بت پرستی کیخلاف
آواز بلند کی حق پرستی کا پرچم بلند کیا برائی کو برائی کہا۔ ہر طرف مکہ میں آپ کی مخالفت پر تمام
لوگ کمربستہ ہو گئے۔ مگر آپ حق کو حق ہی کہتے رہے اور برائی کو برائی ہی گردانتے رہے۔ آپ کو طرح
طرح کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ ہر قبیلے کے بڑے بڑے سردار آپ کے خلاف آپ کو
اذیتیں دینے کے لئے میدان میں کود پڑے۔ کون سی ایسی تکلیف تھی جو آپ کو نہ دی گئی ہو۔ مگر
آپ اللہ کے سچے دین کی باتیں کہتے رہے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آپ کے

لئے مقدر ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے جو اسلام غریب الوطن و بے کس و بے یار و مددگار تھا وہ قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان حکومت و سلطنت کے قوی ہیکل ایوانوں میں اس کے جبر و ظلم اور تشدد و قہر کو چیرتا ہوا اس شان سے داخل ہوا کہ تمام دنیا حیران و ششدر دیکھتی رہ گئی۔ اتنے کم وقت میں اسلام ہر طرف چار پھیل گیا اور تعلیمات اسلامی کے ذریعہ ہی نوع انسانی کو حیرت انگیز کامیا نصیب ہوئیں. جس سے مدتوں بنی نوع انسانی اپنی فلاح و بہتری کے لئے تدبیریں حاصل کرتی رہے گی جو بھی انسان کھلے دل و دماغ سے سیرت مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرے گا. وہ اس حقیقت سے روشناس ہوئے بغیر نہ رہے گا. کہ انسانیت کی فلاح و بہبودگی اور کامیابی و ترقی کے لئے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اسوۂ حسنہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ابتدا سے انتہا تک انبیاء و مرسلین کے حالات و واقعات کے ذکر کی حکمت یہ بیان فرمائی جس سے آپ کے قلب کو قوت اور سکون عطا کریں اور ان واقعات کے ضمن میں اہل ایمان کے لئے حق اور حقیقت اور موعظت اور نصیحت اور تذکیر او یاددہانی سامنے آجائے۔ کلام پاک میں باری تعالیٰ کے ارشاد کے پیش نظر ہر مسلمان کو انبیاء کرام کے حالات و واقعات خصوصاً سیرت رسول صلعم کا جاننا لازم و ضروری ہے۔ مگر ہمارا سوال ہے کہ عام مسلمانوں کی کتنی تعداد ایسی ہو گی جنہیں انبیاء کرام اور نبی آخر الزماں کے حالات و واقعات کا صحیح معنوں میں علم ہوگا؟ ہماری موجودہ مشکلات و مصائب کی وجہ ہی یہ ہے کہ ہم نے اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی ہے۔ انبیاء کرام کے حالات و واقعات اور سیرت خاتم المرسلین کو سن کر عبرت و نصیحت حاصل ہوتی ہیں۔ اور جب ہم اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوں گے تو عبرت و نصیحت ہمیں کہاں نصیب ہو گی اور اس طرح ہم اسلام انسانیت کے لئے کہاں تک مفید و کارآمد ہوں گے؟۔

ہمارے نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب عالم کے تمام سلاسل انساب سے اعلیٰ اور برتر اور سب سے افضل و بہتر ہے۔ آپ امت کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہیں چنانچہ آپؐ کو اپنے عہد کے ہی انسانوں کی فکر دامن گیر نہ تھی بلکہ آنے والے تمام انسانوں کی فکر آپ کو تھی۔ اور آپ کی حیاتِ طیبہ کا ہر ہر لمحہ نوع انسانی کے لئے باعثِ رحمت و نمونہ ہے۔ آنحضرت صلعم اس شان سے جوان ہوئے کہ آپؐ اپنی قوم میں سب سے زیادہ مروت اور سب سے زیادہ خلیق اور

سب سے زیادہ ہمسایوں کے خبر گیراں اور سب سے زیادہ حلیم وبردبار اور سب سے زیادہ سچے اور امانت دار اور سب سے زیادہ خصومت اور دشنام وفحش وبری بات سے کوسوں دور تھے اسی وجہ سے آپ کی قوم نے آپؐ کا نام امین رکھا۔ عبداللہ ابن ابی الحسنا سے مروی ہے کہ میں نے بعثت سے پہلے ایک بار نبی کریم صلعم سے ایک معاملہ کیا۔ میرے ذمہ کچھ دینار باقی تھا میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں۔ اتفاق سے گھر جانے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا۔ تین روز بعد یاد آیا کہ میں آپ سے واپسی کا وعدہ کرکے آیا تھا یاد آتے ہی فوراً وعدہ گاہ پر پہونچا، آپ کو اسی مقام پر منتظر پایا۔ آپ نے صرف اتنا ہی فرمایا کہ تم نے مجھ کو زحمت دی میں تین روز سے اسی جگہ تمہارا انتظار کررہا ہوں۔

عبداللہ بن سائب فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تجارت تھا، جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو پہچانتے بھی ہو میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں آپ میرے شریک تجارت تھے اور کیا ہی اچھے شریک، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات میں جھگڑتے تھے اور نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔ آپ بہترین شریک تجارت تھے حضرت خدیجہ عرب کے شریف خاندان کی بڑی مالدار عورت تھیں ان کی شرافت اور عفت وپاک دامنی کیوجہ سے جاہلیت اور اسلام میں لوگ ان کو طاہرہ کے نام سے پکارتے تھے۔ قریش جب اپنا قافلہ تجارت کے لئے روانہ کرتے تو حضرت خدیجہؓ بھی اپنا مال کسی کو بطور مضاربت دیکر روانہ کرتیں۔ ایک حضرت خدیجہؓ کا سامان قریش کے کل سامان کے برابر ہوتا تھا۔ جب رسول اللہ کی عمر شریف پچیس سال کی ہوئی اور گھر گھر میں آپ کی امانت ودیانت کا چرچا ہوا اور کوئی شخص مکہ میں ایسا نہ رہا کہ آپ کو امین کے لقب سے نہ پکارتا ہو تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر آپ میرا مال تجارت کے لئے لے کر شام جائیں تو آپ کو بہ نسبت دوسروں کے المضاعف معاوضہ دوں گی۔ آپؐ نے اپنے چچا ابوطالب کی مالی مشکلات کیوجہ سے اس پیغام کو قبول فرمایا اور حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے جب بصریٰ پہونچے تو ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے وہاں ایک راہب رہتا تھا جس کا نام نسطورا تھا وہ دیکھ کر آپ کی طرف آیا اور آپ کو دیکھ کر یہ کہا کہ عیسیٰ بن مریم کے بعد سے لیکر اب تک یہاں آپ کے سوا کوئی نبی نہیں اترا پھر میسرہ

سے پوچھا کہ ان کی آنکھوں میں یہ سرخی ہے میسرہ نے کہا کہ یہ سرخی آپؐ سے کبھی جدا نہیں ہوتی ہے۔ راہب بولا یہ وہی نبی ہے اور یہ آخری نبی ہے۔

پھر آپؐ خرید و فروخت میں مشغول ہوئے اسی اثنار میں ایک شخص آپ سے جھگڑنے لگا اور اس نے آپ سے کہا کہ لات و عزّیٰ کی قسم کھایئے آپؐ نے فرمایا کہ میں نے کبھی لات عزّیٰ کی قسم نہیں کھائی اور اتفاقاً جب کبھی میرا لات عزّیٰ پر گذر بھی ہوتا ہے تو میں اعراض وکنارہ کشی کے ساتھ وہاں سے گذر جاتا ہوں یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ بے شک بات تو آپ ہی کی ہے یعنی صادق اور سچے ہیں اور پھر اس شخص نے کہا کہ واللہ یہ شخص ہے جس کی شان اور صفت کو ہمارے علمار اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ میسرہ کا بیان ہے کہ جب دوپہر ہوتا اور گرمی کی شدت ہوتی تو میں دو فرشتوں کو دیکھتا کہ وہ آپ پر آکر سایہ کر لیتے ہیں جب آپ شام سے واپس ہوئے تو دوپہر کا وقت تھا اور دو فرشتے آپؐ پر سایہ کئے ہوئے تھے آپ نے مالِ تجارت حضرت خدیجہؓ کے سپرد کیا۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے حضرت خدیجہؓ کو اسقدر منافع ہوا کہ اس سے بیشتر کبھی اتنا نفع نہ ہوا تھا۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل و کردار ایسا ہے کہ امت کے لئے اس میں قدم قدم پر راہ ہدایت کا سامان ہی سامان ہے۔ آپ نے اسی لڑکی کو جو زمانۂ جاہلیت میں ماں باپ اور معاشرہ پر ایک بوجھ تھی وہ ظہور اسلام کے بعد ماں باپ کے لئے باعث رحمت ہے اور شوہر کے لئے نعمت اور اولاد کے لئے جنت میں جانے کی سیڑھی ہے۔ زندگی کا ہر لمحہ آپؐ کے عمل سے سبق حاصل کرتا ہے۔ پانی کی اہمیت، کھانا اٹھنا بیٹھنا عبادت و ریاضت بڑوں کا ادب و احترام چھوٹوں سے شفقت و محبت پاکی و صفائی کی تاکید، غریبوں، یتیموں بے کسوں، بیماروں و لاچاروں، ضعیفوں بیواؤں سے حسن سلوک کا آپ کی تعلیمات میں ذکر ہی ذکر ہے۔ ہر مذہب کا احترام کسی بھی مذہب کو برا نہ کہنا کسی کی دل آزاری سے باز آنا آپ کی تلقین ہے۔ کسی بھی کام کے انجام کو سوچ کر کرنا، اور اپنے کاموں میں آپس کے شورہ کو اسلامی طریقہ بتا کر آپؐ نے امت کو کامیاب زندگی گذارنے کا طریقہ وسلیقہ دکھایا آپؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا یہ حال نہ ہو جائے کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا کہ یہ کلمہ اخلاص کے ساتھ لاالٰہ الا اللہ کہے وہ جنت میں جائیگا۔ آپؐ نے فرمایا یہ کہ یہ کلمہ اس کو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق وہ چیز ہے جو جنت میں لے جانے کا سب سے زیادہ ذریعہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی بات کو مانا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہونچ چکا تھا۔ تو ایسے نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم ہے۔ آج بھی اُمت کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کامیابی و ترقی اور سکون و اطمینان کے میسر آنے کا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کیجائے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی مشکلات و ذلت کا باعث ہے کہ مسلمانوں نے اسوۂ حسنہ کی پیروی سے تغافل کئے رکھا ہے مسلم ممالک میں اسلامی معاشرہ کے بجائے مغربی معاشرہ اپنانے کی دھن سوار ہے۔ اسلامی تعلیمات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے روشنی حاصل کرنا بھولے ہوئے ہیں مغربیت کی نقالی میں منہمک و مشغول ہیں جس کی وجہ سے امت مسلمہ لاانتہا مسائل سے دوچار ہے ترقی کے بجائے تنزل کا شکار ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے روسائے قریش کے نمائندۂ منتخب عتبہ بن ربیعہ سے اس کی مال و دولت حکومت وغیرہ کی پیش کش کے جواب میں فرمایا: مجھ کو نہ تمہارا مال و دولت درکار ہے اور نہ تمہاری حکومت اور سرداری مطلوب ہے میں تو اللہ کا رسول ہوں اللہ نے مجھ کو تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر ایک کتاب اتاری اور مجھکو یہ حکم دیا کہ میں تم کو اللہ کے ثواب کی بشارت سناؤں اور اس کے عذاب سے ڈراؤں میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور بطور نصیحت و خیر خواہی اس سے تمہیں آگاہ کر دیا اگر تم اس کو قبول کرو تو تمہارے لئے سعادت دارین اور فلاح کونین کا باعث ہے اور اگر نہ مانو تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان میں فیصلہ فرمائے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کریں۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ اللعالمین اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے اپنے محبوب کو رحمت بنا کر اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے بندے اس کے حکم کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے جنت کی حقدار بنیں!